گر قبول افتد زہی عز و شرف

نیرنگ سخن

مشتمل بر

بندی کلام بلاغت نظام خلاق المعانی آغا کمال الدین سنجر زند ایرانی

و پارہ سخنہای نغز عرشی بر سبیل حسن مکالمہ

مرتبہ

مولوی محمد اسحق عرشی مدرس اول فارسی مدرسۃ العلوم

علیگڈھ

در مطبع انصاری دہلی طبع شد

۶۹۱

هنگام ورود در شهر نزهت بهر دهلی ماه محرم الحرام سنه ۱۳۰۸ هجری که
بتقریب معالجه خویش خدمت مستطاب حذاقت مآب جالینوس زمان
بقراط دوران حکیم عبد المجید خان متع الله العالمین بطول حیاته
وبقائه فائز گشتم برخی مسودات پریشان را از حسن اتفاق در بار
سفر بسته یافتم مناسب نمود که درین عرض ایام اوقات بی‌شغلی را
مغتنم شمرده سوادش به بیاض آورده‌ام و به تمهید و تقاریظ اردو در
شیرازهٔ جمعیت کشیده بنظر یادگار خیر قند کامسیر بچاپ دادم امید
که نقل مائدهٔ بزم سخن و چاشنی کام و زبان ارباب فن گردد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ کے انقلاب نے تمام گزشتہ آثار یکسخت دل سے بھلا دئے اب وہ پرانی
باتین سب نئی معلوم ہوتی ہین آثار قدیمہ کا جستہ جستہ کبھی کوئی نشان نظر آجاتا ہے
تو گزشتہ زمانہ کی مختلف حالتون کا جما ہوا نقشہ آنکھون کے سامنے پہرجاتا ہے
اور عالم تصور کے پردہ مین وہ وہ دلکش تصویرین نظر آتی ہین کہ خود سطح خیال
فانوس خیالی بنکر ایک نیا عالم دکھاتا ہے اور دنیا کے تغیرات پر جو ہمیشہ غور کرنیوالے
ہین اونکے منتہاے نظر مین وہ قدرت کی تمام رنگ آمیزیان حیرت کا جلوہ دکھا کر
عبرت کا مرقع بن جاتی ہین اوسوقت زمانہ بھی زبان حال سے یہ مضمون ادا کرتا ہے

شعر — زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ٭ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

سچ ہے ہر چیز کے شباب کا ایک وقت ہے مثلا ہر دورہ کے انقراض کے لحاظ سے
ہر ملک کی زبان ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اسکا تغیر و انقلاب زمانہ کی منقلب رفتار

کے ساتھہ لگا ہوا ہے زبان کی اختلاف کا سرشتہ اون ملکون مین جہان اصلی زبان کا خمیر وہان کی آب و گل نہین قانون قدرت نے ہر گورمنٹ عہد کے ہاتھہ رکھا ہے جس ملک مین جو نئی گورمنٹ قائم ہوتی ہے اوسکی عہد مین اوسیکی زبان کا سکہ بضرورت رائج الوقت اور مقبول بازار طبایع ہوتا ہے۔

ہندوستان مین اسلام کے آنے سے پہلے دیکھو سنسکرت اور بہاشا کا کیا زور شور تہا کہ چار دانگ ہند مین اوسیکا بول بالا تہا جب اسلام نے عرب سے نکل کر دنیا کا دورہ کیا اور مجسم ہوتا ہوا ہندوستان مین پہونچا تو اپنی رفاقت مین فارسی زبان کو بہی لیتا ہوا آیا اسلام نے ہندوستان مین نکر اس رفیق کو اپنا یار ہمدم ہی نہین بنایا بلکہ قلم و ملک کی خدمت بھی اُسکی سپرد کر دی جسکی بدولت اقطار و اطراف ہند مین اُسکی نصرت و اقبال کا پھریرا اوڑنے لگا اور ہر صوبہ اور خطہ مین اوسکا عمل دخل ہو گیا پادشاہ وقت اور امرار دولت اور رعایا اسکو اپنی علمی مجالس و محافل کی زیب و زینت اور خاص و عام ہر سرکار دربار مین اسکو اپنے مطالب کا وکیل مطلق سمجھتے تہے اسواسطے جو اہل سخن اُس وقت یہان پیدا ہوا وہ اہل زبان کے نزدیک مستند اور معتبر قرار پایا دیکھو امیر خسرو جو ہمارے دیس کی پیدایش ہین مشاہیر شعرا ایران نے بعض بیان و معانی کی کتاب مین اونکے اشعار بطریق سند پیش کئے ہین اور خواص کملاے ایران نے ہمیشہ اُنکو نگاہ وقعت سے دیکہا ہے۔

شاہنشاہ اکبر کے زمانہ مین حکیم فیضی اور علامہ ابو الفضل نے اس زبان کی بدولت
کیسے کیسے اعزاز حاصل کئے ہین یہ دونون بھائی سورج اور چاند کی طرح
آسمان علم و خرد کے دو روشن ستارے تھے اکبری سلطنت کی آفتاب کو جو کہ
اس عروج پر انہون نے پہونچایا جسکی روشنی سے آئین اکبری کے ایوان علوم
ابتک چمک رہی ہین گو وہ ایوانات اسوقت مسمار و منہدم نظر آتے ہین مگر
اونکے بوسیدہ نشانات سب آثار قدیم بتلا رہے ہین۔ از نقش و نگار در و دیوار
شکستہ ۔ آثار پدیدست صنادید عجم را۔ خصوصاً اس فارسی زبان کو انہون نے
اس رتبہ پر پہونچایا کہ خود اہل زبان انکا لوہا مان گئے۔ دولت ایران و
ہندوستان مین اوسوقت کمال ربط و اتحاد کے ساتھہ سلسلہ مراسلت جاری
تھا مشہور ہے کہ ایرانی دربار سے ایک جواب طلب رباعی نہایت طمطراق کے
ساتھہ اکبری دربار مین پہونچی اکبری دربار سے ایسا برجستہ جواب اُسکا پہونچا
کہ ایرانی دربار سُنکر سن رہگیا۔ سُنا ہے کہ حکیم فیضی ہی کے انوار طبیعت کا
یہہ چمکارہ تھا جسکی جھلک دیکھکر تمام دربار خیرہ و حیران ہو گیا۔
رباعی از جانب شاہ عباس والی ایران۔ ترکی بکمان و تیر و خنجر نازد۔
رومی بسپاہ و خیل لشکر نازد۔ ہندی بجزانہائے پُر زر نازد۔ عباس
بہ ذو الفقار حیدر نازد۔ جواب از جانب اکبر شہنشاہ ہندوستان ۔ انجم
بفلک زمین بگوہر نازد۔ فردوس بسلسبیل و کوثر نازد۔ امت بشفاعت

پھیر ناز د ؎ کونین بذات پاک اکبر ناز د - رباعی مین ہمیشہ چوتھے مصرع پر زور ہوتا ہے ان رباعیون کے چوتھے مصرعون کو دیکھو اور شاعر کے مقصود کا اندازہ کرو -

زمانہ کی قدر شناسی سے جو اسوقت ایسے لوگون کے حق مین جذب مقناطیسی کا اثر رکھتا تھا اطراف و اقطار عالم سے جوق جوق اہل کمال یہان کھچے چلے آتے تھے - نظیری - ظہوری - عرفی - صائب - کلیم وغیرہ وغیرہ ہند مین اُسی زمانہ کی یادگار ہین یہ سب اسی اکھاڑے کے پہلوان ہین جنہون نے بڑے بڑے میدان اور دنگل جیتے - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر کے عہد تک تو گویا اس فن کا شباب ہی تھا اُس وقت تک ہر عہد مین ہر جلسہ اور ہر مجمع یہان کا غیرت شیراز و اصفہان تھا لیکن ہر کمالے را زوالی جب سلطنت اسلام کا تنزل شروع ہوا اور مغلیہ دولت کا چراغ ٹمٹمانے لگا تو اس رفیق ہمدم نے اپنے قدر شناس سر پرست کو زار و نزار دیکھکر ہند سے رخصت چاہی اور چلتا پھرتا نظر آیا آخر ایکدن اس بہار کو بھی خزان آئی تھی سو آگئی اس اخیر دور مین گویا غالب مرحوم کی روح مین آکر سنبھالا لیا تھا اُنکی مرتے ہی بالکل خاتمہ ہوگیا افسوس خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا -

لیجئے اب دوسرا دورہ آغاز ہوا نہ وہ آسمان ہے نہ زمین ہے نہ وہ زمانہ ہے نہ وہ لوگ ہین نہ وہ علوم و فنون ہین نہ وہ بات چیت ہے نئی وضع ہے نیا طرز ہے نیا رنگ نیا ڈھنگ ہے نئی چال ڈھال ہے نئی گفتار ہے نئی رفتار

ہے نئی کلاہ ہے نئی دستار ہے اللہ اکبر ۵ کیا گلرخان دہر کا بانا بدل گیا؛
دنیا بدل گئی کہ زمانا بدل گیا۔ اے نئی فشن کے نوجوانون تم اپنے رسوم و علوم
سب بہول گئے وہ رسم معاشرت وہ آداب تمدن وہ سلوک باہمی تمسے یکلخت
محو و منسے ہوگئے ایک فارسی کا قول ہے اور نہایت سچا قول ہے زمانہ بدلے
تم بہی بدلو اسپر تمنے اپنی اولو العزمی سے عمل کرنا چاہا مگر کرنہ پایا اسکے سمجہنے مین شاید
تمسے غلطی ہوئی اُسکے معنی تو یہہ ہین دنیا دی ترقی کے اصول مین اپنا خیال بدلو
اس سلسلہ مین اگر اپنی قدیمی رفتار کو مزاحم پاؤ تو اُسکو چہوڑ کر نیا راستہ اختیار کرو
نہ کہ قدیمی اخلاق اور عمدہ رسم معاشرت کو جو اسلامی نیچر ہی خدا حافظ کہدو
فرض کرو کہ تمہارا قدیمی رفیق تمہارے اکابر کا ہمطریق تمہارے اجداد کا ہمزبان
تمہارے اسلام کا ہمدم استان کوئی بہولا بسرا تمسے آملے تو اُسکی مہمانی کا تم
کیا حق ادا کروگے اور کیا قدر شناسی کروگے موجودہ تعلیم کے تو یہ معنی تہے کہ
علوم جدیدہ اور قدیمہ دونون مین تم کمال حاصل کرتے مشرقی مغربی دونون
مذاق مین چست و چاق ہوتے تاکہ نئے مہمان کے محاورات سے تم واقف ہوتے
تمہاری اصطلاحات سے وہ حظ اُٹہاتا کامل کو کامل جانتے ناقص کو ناقص
پہچانتے اسطرح لطف ملاقات حاصل کرتے دور کیون جاؤ اسکی نظیر تمہارے
سامنے اسوقت موجود ہے دیکہو خلاق المعانی آغا کمال الدین سنجر زند ایرانی جو
ایک کیانی نژاد زبدہ خاندان ایران سے آجکل اس دیار مین وارد ہین اس شخص کے

کمالات کا حصر و احصا تو دشوار ہے اسوقت بتقریب سخن اونکے شاعرانہ سخن
آوری ذکر کا موقع ہے سو بے کہے رہا نہین جاتا مقام تذکرہ مین کسی اہل کمال
کے سچے حالات اور انصاف آمیز تعریف سے سکوت کرنا اور باز رہنا یہہ بہی
انصاف کا خون کرنا ہے۔ علاوہ جودت ذہن حدت طبع قوۂ فکر طلاقت لسان
رشاقت بیان اور زور استعداد خداداد کے جوبات انسانی کلام کو حد اعجاز
تک پہونچانے والی اور عقول البشر کو متحیر کرنیوالی ہے وہ بدیہہ اور برجستہ گوئی
ہے پس حضرت آغا مین سوا ے مسطور الذکر خوبیون کے بڑی خوبی یہی ہے کہ
ہر قسم کے دشوار گزار اور عمدہ طرز سخن مین انکو بدیہہ گوئی کا خداداد ملکہ حاصل
ہے بڑے بڑے شاعران پرفن اور نکتہ پردازان جادو سخن جو سخن کے صعب گزار
میدانون مین ٹھوکرین کہا جاتے ہین اور تہک کر رہ جاتے ہین وہان یہ تیز رفتار
شاعر اپنی سحر بیانی اور سبکروانی سے بلا تشبیہ صبا دم اور برق قدم ہے۔
یون تو آغا صاحب ممدوح کا کلام بلاغت نظام مشہور دیار و امصار
ہے اور جو قصائد بیش بہا یہان آنریبل سر سید احمد خان بہادر کی سی ایس آئی
کے حضور مین اونہون نے پیش کئے اور اوسکے بدل مین علاوہ نقدی صلہ کے
جو بے انتہا اعزاز و اکرام اور سچی تعریف و توصیف کا صلہ پایا اوسکی تفصیلی
کیفیت مع قصائد شاید بحوالہ اخبارات مشتہر ہو چکی ہے ہمنے جہانتک سنا وہ
یہہ ہے کہ آنریبل سر سید جیسے پختہ کار پرورده روزگار جہان دیده گرم و سرد

روزگار چشیدہ پر مغز وسخن رس نے آغا صاحب کی تعریف مین یہہ الفاظ کہے انصاف یہہ ہے کہ مینے اپنی تمام عمر مین ایسا لطیفہ سنج اور بذلہ گو اور جادو بیان شاعر نہین دیکھا سخن ناظر اپنا نظیر آپ ہی ہین) پس جسکی تعریف مین ایسا مسلم الثبوت شخص رطب اللسان ہو اوسکی قابلیت کیونکر لایق تسلیم نہ ٹہیرے اسکے بعد نقطہ از کتاب اور ذرہ از آفتاب جسکے دیکھنے اور اندازہ کرنیکا ہمکو موقع ملا ہے وہ ہم ہدیۃً للناظرین درج اوراق ہذا کرتے ہین جب آغا صاحب علی گڈہ مین آکر فروکش ہوئے تو ہمنے ایک قطعہ شوقیہ بتقریب ملاقات اونکو لکھکر بھیجا اُسکا برجستہ جواب جس عمدگی اور خوش اسلوبی سے اُنھون نے لکھکر عنایت کیا فی الواقع وہ دیکھنے کے لایق ہے۔

بجناب خلاق المعانی آغا کمال الدین سخن ز شہرہ ابراہیمی مشتمل بر شوق ملاقات

اے باد صبا بال و پر شوق بر افشان
در باغ سخن عطر ز گلبرگ تر افشان

در بزم کمال آی و ز انوار کمالات
چون چشمہ خورشید بہر سوی زر افشان

از ما برسان تحفہ تسلیم و پس انگہ
در موقف تعظیم کلاہے ز سر افشان

وقتیکہ بحجاب و رش برخوری ای پیک
با صد ادب از منطق دانش شکر افشان

برگو ہی بصد زمزمہ در باغ تمنا
ای نخل کرم آی و بدامن ثمر افشان

مرغ دل من سوختہ نار تمنا است
باز آی و درین سوختہ نور نظر افشان

ای میر سخن سنج چو دریاے معانی
امروز بیک موج بهر سو گهر افشان

انگاه بیک جلوه دران بزم محبت
بر سینهٔ من شعلهٔ طور هنر افشان

مشتاق لقائی تو بصد دبدبه عرشی ست
یکبار تو از چهرهٔ نکو پرده بر افشان

[illegible]

فدایت شوم

ای ابر دُر ربار بهر سو گهر افشان
وی باد صبا غالیه در رهگذر افشان

ای زیر و زبر گشته ز بوی تو معطر
عطری ز گل تازه بزیر و زبر افشان

ای ذوق تو از شوق و شغف پابزمین کوب
وی شوق تو از ذوق و طرب بال بر افشان

فراش نسیم سحری آی ز بستان
در بزم سخن نفحهٔ مشک تتر افشان

ساقی تو درین فصل وی از وجد بپا خیز
از آتش می شعله بر خشک و تر افشان

ای ساقی آتش کف من فصل خزان است
زان آتش می آر درین جام زر افشان

عنبر هله از خال سیه بر شرر افگن
در مجمرهٔ روی تو مو مشک تر افشان

امروز درین بزم ملوکانه در آید
عرشی سخن سنج من از لب شکر افشان

ای نخل کمال و هنر امروز خدارا
باز آی تو در باغ تمنا ثمر افشان

ای بلبل خوش نغمهٔ گلزار معانی
چهچه زن و در باغ سخن بال و پر افشان

سنجر به تمنائی لقای تو نشسته است
باز آی درین بزم و زشکر گهر افشان

[illegible]

شاعر نے جو مکتوب الیہ کے آمد آمد کے شوق مین ابر گہر ریز اور صبا غالیہ بیز سے خطاب کر کے بہاریہ سمان باندہا ہے اوسکی تموج انگیز رفتار کو دیکھو کسقدر زور آور اور مضمون خیز ہے گویا باد بہاری کے جہو کون سے مضامین کے بادل کے بادل امنڈتے چلے آتے ہین یا سلسلہ سخن نظم روان کے باہم دست و گریبان ہونے سے ایک متلاطم چشمہ آب روان کا ہے جسمین باد سحر کی سبک جنبش سے موجون کے مسلسل زنجیرے پڑتے چلے جاتے ہین باقی محسنات بیرونی کی جو درخشانی ہے اوسنے تو سر تاپا کلام رنگین کو افشان ہی افشان بنا دیا ہے سب سے بڑہکر یہہ کہ بدیہہ اور برجستہ لکہا ہے ۔

عریضہ دیگر مشتمل بر طلب

امروز ای بہار گلستان مکرمت
خوش بزم انبساط پر از آب و تاب شوق
این نغمہ محبت و اہنگ شوق را
تا بردلم بمہر تو ہموارہ ذرہ وار
این چند بیت قطعہ نغز و شگرف را
الحق کہ جان سعدی و قطران و عنصری
صد غنچ و صد کرشمہ اہل بیان را

بزم محبتے بہوای تو ساختم
از عکس رای نور فزای تو ساختم
در خوان ذوق بہر صلای تو ساختم
این خانہ را برای ضیای تو ساختم
از اقتضای طبع رسای تو ساختم
با جان خویش محو و فدای تو ساختم
محو تجلیات ادای تو ساختم

شیرین شد از حلاوت وصفت زبان من | خود را چو تر زبان به ثنای تو ساختم

آری سوای نقل سخنهای پرمزه | سامان چای هم ز برای تو ساختم

اینک نشسته ام بسر راه انتظار | اینجمله را ز بهر لقائے تو ساختم

گویا سواد دیده دل را باشتیاق | بینا ز سرمهٔ کف پاے تو ساختم

عریضه دیگر به تحریک بعض احباب

ای میگسار بزم طرب ہای روزگار | هشیار گشته تو اگر از خمار خواب

خواهم رسم به بزم لقای تو از نشاط | یعنی شوم بمحفل انس تو بار یاب

دیریست از لقای تو مهجور مانده ام | دارم بدل ز شوق تو صد گونه اضطراب

از بهر شاهد طرب و انبساط من | جز در حضور تو نگشاید ز رخ نقاب

بیدارم از همیشه مراد نظر توئی | در خوابم از همارہ تو آئی مرا بخواب

هر لحظه در خیال تو ای ابر مکرمت | از دیدهٔ دلم بجهد برق آفتاب

الحق ایا سپهر کمال و هنروری | با من محبت تو فزون ست از حساب

خواهم بگر بجوشی مهری که با منت | باشد ـ شوم ز چای تو امروز کامیاب

در بزم انبساط تو میر الصد طرب | نوشیم جام چا عوض بادهٔ شراب

زان چای لعل فام که یاقوتش میندار | اندر بهار گاه تو گردد ز شرم آب

باری بانتظار و تمنا نشسته ام
تا کی رسد ملازم و آرد مرا جواب

رقم الشوق عرشی

قصیده بنام مولانا عرشی از سنجر زند

ای نادره گو عرشی ذیجاه معظم — وی سد سد ید سخن از نطق تو محکم
ای آنکه بتو فخر کند کشور دانش — وی ملک سخن گشته ز نظم تو منظم
ای گشته سخن از شرف کلک تو رنگین — چون طرف گلستان ز ریاحین و سپرغم
اسپرغم الفاظ دلاویز تو تا دید — از فرط نشاط و فرح افگنده سپرغم
عالم چمنی پر گل و طبع تو سراید — چون بلبل خوش نغمه گهی زیر و گهی بم
معمور ز یک بیت تو شد ملک فصاحت — چون ملک حجاز از شرف بیت معظم
پر درد تن زار بود نثر تو درمان — بر زخم دل ریش بود نظم تو مرهم
پیدا ز کفت نور کف موسی عمران — بنیاز دست معجزهٔ عیسی مریم
کلک تو و حکم قدر از بطن مشیت — گویا چو دو طفلی است پدید آمده توام
از برگ درخت قلمت گشته معلق — هفت انجم افلاک چو یک قطرهٔ شبنم
یکباره کواکب بعروج آمده اعرج — فکرت چو بمعراج سخن گشته مصمم
از کلک چو ثعبان تو خصم تو گریزد — چونانکه ز افسون بر مدافعی ارقم
ز اندیشه ادیب حکم آموز جهانی — در جسم جهان ذات تو شد روح مجسم

قطعه

شاطبع شریف تو جم ملک بلاغت
تسخیر جهان کرده بلا کسوت خاتم

هنگام ادا کردن الفاظ و معانی
قلب تو باسرار شد از معجزه ملهم

سحبان زمان شهرت آن میر سخن سنج
چون دائره بگرفته فرو حیطهٔ عالم

چون تیرگی زلف و بیاض رخ دلدار
چون فتح و ظفر جلوه گر از طرهٔ پرچم

ارواح معانی است باغلاق تو مضمر
انوار معانی است بالفاظ تو مدغم

تا زینت شهنامه بود نام فریدون
تا شهرهٔ آفاق شد افسانهٔ رستم

تا بر سر خورشید بود افسر زرین
تا بر تن ناهید بود کرتهٔ ملحم

تا بر همه آفاق بود ماه درخشان
تا در سموات چهد نیر اعظم

تا در طمع گشته مثل اشعب طماع
تا در سخا شهره بود بخشش حاتم

همواره بود نطق تو از مهر شکر ریز
شکر بحسود تو دهد خاصیت سم

بر کلک تو اقلیم سخن باد مسخر
چونانکه بذات تو سخن گشته مسلم

اس قصیدہ کی متانت اور رشاقت اور اسلوب نظم کس درجہ بڑھا ہوا ہے سخن شناس ہی اُسکا اندازہ کر سکتے ہین ہمارے پاس اتنے الفاظ اور ایسا لب ولہجہ کہان ہے کہ ہم اُسکی متانت خوب اور نظم مرغوب اور طرز خوش اسلوب کی پوری داد دیسکین مگر بپاس منت گزاری دل خوشکن طبع آزمائی کیے بغیر رہا نہین جاتا اسلیے یہ نظم مختصر ممدوح بالقاب کی خدمت مین بطور پیشکش ہے اگر قبول افتد زہی عز و شرف

قصیده

در مدح خلاق المعانی آغا کمال الدین سنجر زند ایرانی از عرشی

ای خسرو اقلیم سخن حضرت سنجر   بر صارم نطق تو جهانیست مسخر
ای طنطنهٔ شور کلام تو بگیتی   صد غلغله انداخته در طارم اخضر
ای شمسهٔ ایوان کمال تو ز رفعت   بیرون کشد از منطقهٔ چرخ برین سر
خورشید بود روزنهٔ قصر رفیعت   ذرات درخشندهٔ بزمست مه و اختر
بر اوج کمال تو که هم پایهٔ عرش است   زنهار که جبریل تصور نزند پر
گر کلک تو بر کوه رگ ابر گشاید   جوش از دل خارا بزند چشمهٔ کوثر
تسخیر جهان سخن از صارم لطفت   چونانکه مسخر شده گیتی بسکندر
از شرم گل افشانی بستان کمالت   شد شبنم گلزار تحیر گل خاور
طبع تو سحابی است که بارد همه لولو   کلک تو سپهریست که آرد همه اختر
نے نے که بود طبع تو چون قلزم عمان   کارد بیکی موج دو صد رشتهٔ گوهر
ہے ہے که بود کلک تو چون دوحهٔ طوبی   کاورده بصد زمزمه انواع سخن بر
بحر لیست نکو طبع تو نے ابر که هرگز   با آب نگردد بجهان دود برابر
گیرم که هم از ابر بحر آب نریزد   لیکن ز نکو بحر تو در خیزد و گوهر
گر فی المثل از ابر گهر نیز ببارد   از ابر بود بحر تو در بذل فزونتر

گر بحر بود ابر دُرر ریز بجستی / گر دیده به بذل و کرم وجود تو انگر

آرد بیکی غوطه گهرهای معانی / فکرت چو بدریای سخن گشت شناور

کلک تو بود لاغر و مضمون تو فربه / فربه شود از کلک تو بس معنی لاغر

وان لاغری کلک تو زان هست که دستت / مهریست درخشنده و کلکت مه انور

از قربت خورشید درخشنده نه آخر / لاغر شود و کاسته خود ماه منور

دست تو سپهریست بهنگام نگارش / انگشت تو قطب است نکو کلک تو محور

آوازهٔ تحسین کلام تو بجستی / چون رعد خروشنده کند گوش فلک کر

این شعر تو با شعر دلاویز نگار است / کاویخته بر هر سر مو صد دل مضطر

ای حسن کلام تو بهنگام تصور / آید بنظر چون رخ رخشندهٔ دلبر

در حسن و صفا ترک ختا دلبر خلّخ / شیدختن و شوخ یمن شاهد کشمر

با چهرهٔ رنگین و بد و طرهٔ پرچین / یا سنبل مشکین و بد و لالهٔ احمر

گوئی که بخورشید منور زده کلّه / ابر سیهی غالیه اندوده بچادر

یا شاهد مه پارهٔ رومی نسبی را / زنگی سیه مست کشیده است ببر بر

آن طره بدان عارض گلگون بچه ماند / بر ماه پرستوک پرشیده دو شهپر

شیرینی لبهاش گر نطق و تکلم / بخشند ز حلاوت بجهان قند مکرر

آتش نه پرستند اگر آن هندوی خالش / ازچیست که همواره کند جای در آذر

ترکیست نه گر چشم سیه مستش و مژگان / آهیخته یارب ز چه رو این همه خنجر

لعل لب میگونش ندا می بچه ماند | بر ساغر یاقوت پر از بادهٔ خلّر
یا طوطی شکرشکن هند نژاد است | کز منطق شیرین فرو ریخته شکّر
گر ملهم غیبی نبود طبع رسایش | از چه بادیان جهان گشته پیمبر
عرشی نه عنان سخن از دست ها شد | رانی تو بصحرای خیال از چه تگاور
بر تاب عنان سخن از دشت تصور | با حضرت آغا سخن آغاز کن از سر

ای عقل کل از فضل تو درسی کند از بر
دی طبع تو بر فلک سخن آمده لنگر

ای شمع شبستان خرد از تو منور | وز مجمرهٔ درک تو خورشید چو اخگر
ای ذات تو بر چرخ سخن نیر اکبر | یک نقطهٔ اوصاف کمال تو صد اختر
بر اوج مدیح تو نکو طائر فکرت | از شدت پرواز فرو ریخته شهپر
از سیمهٔ صارم نطق تو فلک را | فق گشته دهان صورت جوزای دو پیکر
با طنطنهٔ نیزهٔ آن کلک گهر سلک | افگنده دبیر فلک بیهده اسپر
کلک تو اگر آتش شمشیر زند دم | موج تپش آرد برگ خون سمندر
گر خواست ز رنگینی محفل بنگارد | صد جوش زند محبت از بادهٔ احمر
گلزار تصور بشگفت آید و خندد | تا بادهٔ نطق تو زند جوش بساغر
وصاف کمال تو چه اوصاف شمارد | تعداد کمال تو نیاید بشمر بر
هر چند که من اهل سخن خواندم و دیدم | حقا که ندیدم بجهان چون تو سخنور

در گلشن توصیف تو خاقانی و سعدی
هستند چو خوش زمزمه مرغان نواگر

افسوس که این اهل جهان مرده پرستند
از زنده ارزنده چه افسانه کنم سر

القصه که در دانش و دین و خرد و علم
منشور ازل گشته بنام تو مصدّر

ای کاش نزول شرفت بودی بعالم
در دوره شایسته شاهنشه اکبر

تا ماه کمالات تو از مهر شهنشاه
بر سطح آفاق شدی شعشعه گستر

تا پلهٔ فضل تو بمیزان تفاوت
بر عرفی شیراز نهادند فزون تر

یا در زمن ناصر دین خسرو محمود
در سبعه سیاره شدی شمس منور

از مقدمت امروز علی گده شده شیراز
نازد بوجودت چو خراسان که بسنجر

خاک همه هند ترا مژده که امروز
مهمان تو گردید چنو میر موقّر

مهمان عزیز است نگهدارش بعزت
تا آنکه تو در قدرشناسان شوی اشهر

ای آب و هوای چمن هند خدارا
بکشای در خلد کرم بر روی سنجر

از ابر بهار کرمش شاد بفرمای
شاداب تر از گلبن و شمشاد و صنوبر

ای زمرهٔ اهل کرم امروز بنازید
بر موهبت ایزد و بخشایش داور

کاین دولت ناخوانده بناگاه شمارا
چون طالع بیدار درون آمده از در

عرشی سخن نغز تو اطناب پذیرفت
راه سخن از دست دعا طے کن و بسپر

تا سلسلهٔ رسم محبت بجهان است
تا چشمهٔ خورشید بود شعشعه پرور

در لطف ملاقات و مدارات و مواسات

باشند بہم شیر و شکر عرشی و سنجر

یون تو آغا سنجر صاحب کا کلام بلاغت نظام ایک سے ایک بڑھ کر اور فایق ہے اور ہر طرح تعریف و تحسین کے لایق ہے مگر ایک قصیدہ آتش و آب کی زمین مین جو ممدوح بالقابہ نے شاہ ناصر الدین کجکلاہ والی ایران کی مدح مین لکھا ہے وہ نہایت عمدہ اور قدر کے قابل ہے اسواسطے کہ اس دشوار اور دقت پسند زمین مین ملک الشعرا حکیم قاآنی نے تلوار کی چیستان مین کل اکیس ۲۱ شعر لکھے ہین آغا سنجر صاحب نے اس زمین مین بہتر ۷۲ شعر کا قصیدہ نظم کیا ہے پس مناسب معلوم ہوا کہ ہدیۃً للناظرین ضمیمہ اوراق ہذا کیا جاوے تاکہ ان کی بلند پروازی خیال اور عروج فضل و کمال کا بخوبی اندازہ ہو

درستایش و نیایش سلطان السلاطین ابو المظفر ناصر الدین شاہ غازی صاحبقران گیتی ستان ایران گوید

کمند موے تو شد تابدار آتش و آب
ز رخ نکوی تو شد چشمہ سار آتش و آب

ز مو حصار کہ دیدہ ست آب و آتش را
خط تو آمدہ و زین حصار آتش و آب

تبارک اللہ ازان خط سبز نوخیزت
کزو خوش جلوہ بود در بہار آتش و آب

بدور چشمہ نوشین و آتشین رویت
مختلط شدہ ست چو خط غبار آتش و آب

لب و دهان تو یک آتش و دگر آبست
لبان تست مگر جویبار آتش و آب

عیان ز چشمهٔ نوشین تست دندانت
بصد بها گهر تابدار آتش و آب

سمندر است تنا زلف پاک ماهی شیم
که گشته از دل و جان بیقرار آتش و آب

ز آب و آتش آنچه ز خاک و باد جهان
شدند شیفته و شرمسار آتش و آب

الا تو دلبر جادو فریب من بچه سحر
گشته زلف تو در زینهار آتش و آب

ز زلف تو نشگفتم که تاب خورده چنان
بروز و شب بیمین و یسار آتش و آب

فری جهان و مشام جهان معطر شد
که مشک موی تو گردیده یار آتش و آب

دو زلف تو شب یلدا و چهر تو نوروز
قرین هم شده لیل و نهار آتش و آب

بروی تست بتا زلف تو چو آتش و دود
و یا که خواسته پیچان بخار آتش و آب

ندانما بکجا این فریب خوابیده
غزال چشم تو در مرغزار آتش و آب

اگر نه آتش و آب رخ تو بود سبب
بخاک و باد نبود افتخار آتش و آب

ز آب و آتش آن سبزی پر فروغ بود
که در زمانه بود اعتبار آتش و آب

رخست نار من عنبرینت مرا سیب است
که دیده است بگو سیب و نار آتش و آب

عجیب ساحر جادو بهست خال هندوئیت
که خفته روز و شب اندر کنار آتش و آب

رخ تو آتش و آبست ای معاذ الله
که در تجلوه بود کردگار آتش و آب

ز نور و نار دو رخسار تا بهار توست
عیان شده بجهان نور و نار آتش و آب

[illegible]
که شد چگونه خطش پرده دار آتش و آب

چسان سیه نشود چشم و زلف و خال و خطت | که کرده نشو و نما در دیار آتش و آب

خطت چو مور و دو زلف سیاه تست چو مار | الا که دیده بگو مور و مار آتش و آب

ز من ببرید دل من بزلف تو پیوست | چه خوب شد که شد از جان دوچار آتش و آب

کتان ز مه بشد فربه سرین کاهد اگر | شده است پس ز چه پیشکش ار آتش و آب

شبی به بستر من ای شوخ ماهروی درآی | که از تو جو بهم بوس و کنار آتش و آب

دلم فتاده بتا در چه زنخدانت | نه چاه بلکه بگیتی است غار آتش و آب

خدای روی ترا از بلا نگهدارد | که در زمانه بود یادگار آتش و آب

چو آب و آتش آن روی مهروش دیدم | شدم ز عشق سراپا نثار آتش و آب

دمیکه پرده بتا برکشیدی از رخسار | بوجد مرغ دلم شد شکار آتش و آب

ز خال خال سیاه تو سخت حیرانم | که گشته است چسان پرده‌دار آتش و آب

ز روی ماه نمائی تو سن گر فتستم | نگار لاله عذار اعتبار آتش و آب

ز جور آتش و آب رخ سمن سایت | شدم بدور جهان دلفگار آتش و آب

غریق سیل سرشکم حریق آتش عشق | که غرق و حرق بود کار و بار آتش و آب

جفا مدار روا بیش ور نه پیشنام | بعدل داد مهین شهریار آتش و آب

خدایگان سلاطین عصر ناصر دین
که قهر و مهرش بود در شمار آتش و آب

شهنشهی که بود باج گیر آب و هوا | شهنشهی که بود تاجدار آتش و آب

شہنشہے کہ با فضال ہمتش گردد — بدین شکوہ کہ ہینی مدار آتش و آب

شہنشہے کہ بود در بدست قدرت او — بفضل قادر مطلق مدار آتش و آب

شہنشہے کہ سر از حکم او اگر پیچد — بزور عدل برارد دمار آتش و آب

شہے کہ جملۂ افواج بحر امواجش — کند بوقعہ بدخواہ کار آتش و آب

شہے کہ روز وغا از نہیب جانفرسا — کند عیان بعدو گیر و دار آتش و آب

کز آب و آتش شمشیر خصم نخچیرش — عیان شدہ بجہان اقتدار آتش و آب

اگر غلط نکنم تیغ تیز خونریزش — بروزگار بود از تبار آتش و آب

بلے کہ خنجر خارا شگاف براتش — گرفتہ است بکف اختیار آتش و آب

نوندش ہست بتگ آب سیر و آتش پے — پرنگش است برنگ و شرار آتش و آب

چو کوہ آتش سوزان و سیل آب روان — سمندش است گزیں ہفطار آتش و آب

بنازم آن شہ رستم توان پردل را — کہ روز جنگ بود شہسوار آتش و آب

بگاہ حملہ تو گوئی کہ بر تگ آمدہ است — بیک اشارہ شہ کوہسار آتش و آب

سنان خطی و صمصام برق فرجامش — فزودہ رونق و زیب نگار آتش و آب

بلے بہ تیپ اعادی خدنگ و لد وزش — بروز رزم شود پیشکار آتش و آب

زہیم نعرۂ جانگاہ او بگاہ نبرد — زہم گسستہ شود پود و تار آتش و آب

بکوہ کوہہ پیکران نشیند ار گوئی — کہ گشتہ کوہ گران استوار آتش و آب

شرر بخرمن بدخواہ و بدسگال زند — کشند کہ صارم جوہر و تار آتش و آب

زآب خنجر تیز و بآتش دم تیغ — بداده در جهان استشهار آتش و آب

زهی شهنشه گیتی پناه دریا دل — که قهر و مهر تو باشد وقار آتش و آب

بجز ز فرق عدو بر نهال نیزه تو — ندیده آنکه شود برگ و بار آتش و آب

بغیر میوه فرق یلان شیر اوژن — ثمر بلی ندهد شاخسار آتش و آب

بسان رمح تو نادیده کس بروز مصاف — سپهر مجید و یلی شاهمار آتش و آب

بنوک نیزه چو خصمی ز خاک برگیری — زنی ز کینه عدو را بدار آتش و آب

کشی چو تیغ شرربار در بروز مصاف — ببین خصم شود بر لبیار آتش و آب

عجب مدار که شمشیرت خون خصم خورد — اگر ز خون خصم بود خوشگوار آتش و آب

زآب و آتش شمشیر خویش ساز چنین — که تشنه شربت حسرت شعار آتش و آب

مکن تامل از این بیشتر که ماند بجید — عدو ز جاه تو در انتظار آتش و آب

بزن بخنجر آتش فشان بسینه خصم — که نیست غیر عدو بر دو بار آتش و آب

بلی بخنجر تو خصم جان کند ایثار — بغیر خصم نه کس حق گزار آتش و آب

دهان زخم عدو می‌مکد ترا پیکان — چو طفل گرسنه شیرخوار آتش و آب

بجز ز تیغ تو از کس ندیده کس آری — بروزگار شها کارزار آتش و آب

زآب و آتش تیغ ظفر قرین تو است — بپای گشته بدل خارخار آتش و آب

سزد که بخنجر مغلق بدین قوافی نغز — کند ز روی ادب انحصار آتش و آب

الا که تا گذرد از شمار خاک و هوا — بود بدست او تا قرار آتش و آب

بود ہمیشہ شہا افراسیاب خاک وہوا — شود ہمارہ شہا اسفندیار آتش و آب

فی الواقع یہہ قصیدہ اعجاز مشحون اس قابل ہے کہ حوالہ اخبارات وکتب ہوکر آوازہ گوش اشتہار عالم ہوتا کہ جوہریان بازار سخن اور نقادان عیار فن اس کی چاشنی بلاغت کا مزہ اٹھاوین اور مصنف کی عالی دماغی اور انکی تلاش مضمون کا سراغ لگاوین کہ خطہ سخن مین کہان کہان تک اس بادشاہ فن کا سکہ روان ہے ان کی تعریف مین کچھہ لکھنا لکھانا سورج کو چراغ دکہانا ہے۔

مگر طبیعت موزون کا ہے ہی اصرار — کہ اس قصیدہ کی تعریف مین ہون کچھہ اشعار

قصیدہ

تہے ادیب سخنور ازین چکامہ شعر — کہ ہست روکش رنگین بہار آتش و آب

عیان جلوہ ہر لفظ اوست صد معنی — چنانکہ خاک بود پردہ دار آتش و آب

فروغ عکس جمال جمیلہ نظمش — فزودہ زینت وزیب ونگار آتش و آب

ز آب و آتش صمصام کلک گوہر بار — بصفحہ گشت روان آبشار آتش و آب

خہے بجدت فکر رسا و طبع بلند — کہ شد بطور سخن نور بار آتش و آب

تبارک اللہ ازین خط غیرت گلزار — کہ گشت جلوہ فروز عذار آتش و آب

ز رنگ رشتہ سطر زخط موج نگار — گسست سلسلہ پود و تار آتش و آب

بدین قوافی دلکش نوشته قاآنی
قصیده‌ئی که بود یادگار آتش و آب

ز بست و یک نفزاید شمار اشعارش
که بر تفکر شده انحصار آتش و آب

بشعله ریزی کلک تو نازم ای سنجر
که کلک تست برنگ و شرار آتش و آب

بوقت جوش معانی تازه میریزد
ز رشح کلک تو صد چشمه سار آتش و آب

لب تو آب روان و زبانت آتش تیز
دهان تست مگر جویبار آتش و آب

تو خود نه حیدر صفدر ندانم آنکه چرا
تراست کلک و دم ذو الفقار آتش و آب

ز آب جامهٔ آتش فشانت گاه سخن
بدهر گشته عیان کارزار آتش و آب

سزد که عرشی آتش زبان بنظم سخن
کند بپاس ادب اختصار آتش و آب

در مطبع انصاری دهلی طبع گردید

یہہ وہ شوقیہ منظوم خط ہی جو ہمنی قبل از حاضری مخدومی مکرمی جناب حکیم عبد المجید خان صاحب کی خدمت عالی مین ارسال کیا تہا مناسب معلوم ہوا کہ یہہ ہی ضمیمہ اوراق ہذا کیا جاوے۔

حرفی ز درد دل که بدفتر رقم کنم / خود را یکی بشیوه طرازی علم کنم

از رنگ بیزی گل مضمون اشتیاق / گلزار صفحه روکش باغ ارم کنم

اندیشه را متاع فروشم سر سخن / آرایشی بگردن و دست قلم کنم

دست نیاز را بدر آرم ز آستین / پشت ادب بمحفل تعظیم خم کنم

بهر ادای حسرت و تقبیل آستان / خواهم که در ره طلب از سر قدم کنم

احرام کوی دوست به بندم بشوق دل / از دیر چرخ بتابم و رو بر حرم کنم

پابوس بندگان بساط نشاط را / آرایشی بحکم ادب دستبدم کنم

خواهد دلم بخدمت عبد المجید خان / حاضر شوم شکایت رنج و الم کنم

خواهم رسم بخدمت دارای کامگار / وانگه علاج درد خود از بیش و کم کنم

خرم دمیکه گردش به بینا دیده ام / سرمه ز خاک مقدم آن محتشم کنم

مردم ز درد - الا چه شود زنده خویش را / زاعجاز آن حکیم مسیحا شیم کنم

معجز نفس حکیم من این چهر زرد را / خواهم سپید مهر تو چون صبحدم کنم

تا چند عرشی از الم و رنج و خستگی ها

از نم نم سرشک روان دیده نم کنم

اسکی بعد حکیم صاحب ممدوح نی جو توجہ اثنای علاج مین ہماری حال زار پر مبذول فرمائی وہ بی انتہا منت گزاری کی قابل ہی لیکن ہماری پاس اوسکی شکریہ مین سوای زبانی جمع خرچ کی کچھہ نہ تہا اسلئی ان اشعار پر ہمنی قناعت کی اور مناسب خیال کیا کہ اپنا عجز و نیاز اور اونکا خلوص محبت طراز بذریعہ طبع اوراق ہذا آویزہ استشہار عالم ہو۔

قصیدہ

ها اشرق الاقلیم فی اقطارہ ... شمس بریق اللمع من انوارہ

ما الشمس یا اهل الذکا والنور ایش ... ما تقصد الاقلیم من تذکارہ

الشمس ممدوح الکرام و نورہ ... لمعان صبح العلم فی اسفارہ

اقلیمہ ساحات ارباب الحکم ... ضاءته انوار علی اقمارہ

اعنی بہ عبد المجید اللودعی ... ذا مجدة فی عزہ و وقارہ

نور علی نور الفضائل ساطع ... من وجہہ وجبینہ وعذارہ

فی صدرہ مشکاة علم لامع ... مصباحہ موضوعة بمنارہ

هو بحر علم فاضة وكواكب | طلابه بيمينه ويساره

دارت كؤوس الشوق عن فيضانه | من حكمة سبحان من مصطاره (خالص شراب)

وهو المحيط الى سواحل منطق | يلقى اللآلى لطم موج بحاره

لتكثر العلم الشريف به ولا | سيما ترقى الطب فى اثاره

الان دار العلم التى طرحه | الله يشكره باستقراره

يا صاحب الكمال انصر ايوان العلو | يا عالما انظر الى اسفاره

هو غارس البستان علم حكمة | والناس يجنى الزهر من اشجاره

انى تقفيت باثره متنزها | فى روضة فقطفت من اثماره

وسمعت اصوات الحمائم صادحة | وعنادل وصلاصل اطياره

فيه المودة والسماحة والكرم | وهو الجواد بسره وجهاره

انى بليت بكابة المرض الشديد | متزايدا فى ليله ونهاره

فاذ حضرت الى بساط مكارمه | وشكوت من مرضى واستمراره

فرأيت أكرم صنعه ببذل كرامة ‏— وكأنه من دابه وشعاره

وتقول عالجني بحسن دراية — وكمال تدبير واستبصاره

ادركت سلوان العليل برؤيته — ورأيت سلب الداء في أنظاره

يا للعجب لله در كماله — وجلاله ووقاره وفخاره

الحق نجم كماله متسابق — عن كوكب البقراط في تسياره

سبحان من ذخر الفضائل كلها — في نفسه بنصيره ونزاره

مد الحكيم الآن يدعو مخلصا — ويطيب ذوق السمع من تكراره

وهو الكئيب المستهام المستكين — يدعى بعمر شاع في أشعاره

ما زال في الجسم السقيم علالة — ما كانت الأسقام في أستاره

ما دام صح الجسم من أمراضها — ما سرت الأرواح في معذاره

ما صاحت الأطيار في روض الحكم — ما ضاءت الأنوار من أزهاره

الله وقاه المعالي في الزمن — ووقاه شر أطار مزداره

تمت

Extract
from the
RULES of the
LYTTON LIBRARY,
MUSLIM UNIVERSITY,
ALIGARH.

The under mentioned shall be eligible to take books the Library:—

A. Members of the Court

B. Members of the University teaching staff, including the Librarian.

C. Students on the rolls of the University

D. Other persons, wheather connected with the University or not, who have obtained special permission of the Pro-Vice-Chancellor on deposit of Rs, 25.

2. The maximum number of books that may be borrowed at any one time is.

[in Rule 2] A & B...2 volumes; C: ...15 (MA, &M,Sc, 4 volumes; All others 2 ")

4. Books may be retained by—

[in Rule 2] A & B for one month; C & D " 14 days

6, Books lost, injured or defaced in any way by any other borrowers must either be replaced or the price paid for. In case a book belongs to a set or series and a single volume is not procurable the whole set or series must be replaced.